سوال نامہ

# پانچواں فقہی سیمینار مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ

## موضوع:

## عوامی مقامات پر نماز کا مسئلہ

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے، جس کی ادائیگی کے لئے اور صحت کے لئے شریعت نے نماز کی جگہ کے پاک ہونے کو شرط قرار دیا ہے، (سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فرض الوضوء، حدیث نمبر:۶۱) رسول اللہ ﷺ کے امتیازات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے لئے پوری روئے زمین کو سجدہ گاہ قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ جعلت الارض مسجدا وطہورا، حدیث نمبر:۴۳۸ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جعلت لی الارض مسجدا وطہورا، حدیث نمبر:۵۲۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ دنیا بھر کے تمام مقامات پر نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن اسی کے ساتھ بعض دوسری احادیث میں ان مقامات کا بھی تذکرہ ہے جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ ما یصلی الیہ وفیہ، حدیث نمبر:۳۴۶، ۳۴۸)

فقہ کی کتابوں میں اشتراک علت کی بناء پر ان مقامات کے علاوہ اور بھی چند جگہوں کا ذکر ہے جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے (درمختار، ج ا ص:۵۵، ردالمختار، ج ا ص:۳۷۹)

اسی طرح فقہ کی کتابوں میں ''ارض مغصوبۃ'' اور ''ارض غیر مغصوبۃ'' کا تذکرہ اور اس کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ (ردالمختار ج ا ص:۳۷۹، ردالمحتار ج ا ص:۳۸۱)

احادیث صریحہ اور فقہاء کی مذکورہ بالا تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے آج کے حالات میں ہمارے سامنے عوامی مقامات پر نماز پڑھنے کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ ملکیت کے اعتبار سے زمین کی مختلف نوعیتیں ہوسکتی ہیں، مثلا:

الف: کسی شخص کی ذاتی ملکیت والی زمین۔

ب: زمین کی ملکیت ذاتی اور شخصی ہے، مگر وہ زمین ایسی ہے جہاں عوام کی آمد و رفت معروف و مروج ہے۔

ج: حکومت کی زیر ملکیت وہ اراضی جہاں عام لوگوں کے لئے آنا جانا منع ہے۔

د: حکومت کی زیر ملکیت ایسی جگہیں جو عوام کی سہولت کے لئے بنائی گئی ہوں جیسے ریلوے اسٹیشن، ایرپورٹ وغیرہ۔

ان تفصیلات کی روشنی میں عوامی مقامات پر نماز سے متعلق درج ذیل سوالات قابل توجہ ہیں، جن پر غور کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا اہل علم کی ذمہ داری ہے:

### سوالات

ا۔ نماز کے لئے زمین کی بابت ''ارض غیر'' اور ''ارض مغصوبہ'' اور حکومت کے زیر ملکیت زمین میں فرق ہوگا یا ان سب کا حکم یکساں ہوگا؟

۲۔ پٹرول پمپ ، ریسٹورنٹ جیسی جگہیں عموماً کسی فرد یا ادارہ کی ملکیت ہوتی ہیں، مگر چونکہ ان جگہوں سے عام لوگوں کی ضرورت وابستہ ہوتی ہے، اس لئے عام لوگوں کی آمد ورفت، لوگوں کا کچھ وقت کے لئے وہاں رکنا معمول کی بات سمجھی جاتی ہے، ایسی جگہوں پر نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی یا اس کے لئے اصل مالک سے اجازت کی ضرورت ہوگی؟

۳۔ افراد کی ملکیت جیسے خالی پلاٹ، کھیتی کی زمین یا دوکان میں نماز پڑھنے کے لئے مالک کی اجازت ضروری ہے یا نہیں؟

۴۔ فقہاء نے عام طور پر راستے میں نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، لیکن آج کل راستے عموماً چوڑے ہوتے ہیں، قومی شاہراہیں ،صوبائی شاہراہیں بھی وسیع اور کشادہ ہوتی ہیں، اور سڑک کے کنارے پیدل چلنے کی جگہ بھی مختص ہوتی ہے، اس کے بعد بھی کچھ جگہیں بچی ہوتی ہیں، اس پس منظر میں فقہاء کا یہ حکم باقی رہے گا یا وہ حکم چھوٹے اور تنگ راستوں کے لئے مختص مانا جائے گا جہاں نماز کی وجہ سے چلنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

۵۔ ریلوے اسٹیشن، ایر پورٹ اور حکومت کی ملکیت والے دیگر مقامات پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہوگا؟

۶۔ ٹرین، جہاز جیسی بڑی سواری گاڑیاں جو حکومت کی ملکیت ہوتی ہیں، ان میں خالی جگہ بھی ہوتی ہیں، جہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے، ایسی جگہوں پر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

۷۔ ’’ارض غیر‘‘ اور حکومت کے زیر ملکیت مقامات میں نماز پڑھنے کے لئے اجازت کی کیا علامت ہوگی؟ کیا نماز کی ممانعت نہ ہونا اجازت کے لئے کافی سمجھا جائے گا؟

موضوع:

## نصاب زکوٰۃ کے معیار اور ضمِّ نصاب کے مسئلہ سے متعلق چند سوالات

زکوٰۃ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے، جسے شریعت نے صاحب نصاب اشخاص یعنی مال داروں پر واجب قرار دیا ہے، صاحب نصاب حدیث کی رو سے وہ لوگ ہیں جو بیس مثقال سونا (یعنی ۸۷رگرام، ۴۸۰رملی گرام) یا دوسو درہم چاندی (یعنی ۶۱۲رگرام، ۳۶۰رملی گرام) کے مالک ہوں، عہد نبوی میں بیس مثقال سونا اور دوسو درہم چاندی دونوں مالیت کے اعتبار سے مساوی تھے، لیکن بعد کے ادوار میں یہ تناسب باقی نہ رہا، بلکہ چاندی کی قیمت مسلسل گھٹتی رہی، اور سونے کی قیمت بڑھتی رہی، نتیجہ میں چاندی کی قیمت اتنی گھٹ گئی کہ موجودہ زمانہ میں سونے کے ایک نصاب (ساڑھے سات تولہ) کی مالیت چاندی کے سات گنا نصاب کے برابر بلکہ اس سے بھی متجاوز ہوگئی ہے، یعنی سونے کا ایک تولہ بھی چاندی کے پورے نصاب سے زیادہ قیمت رکھتا ہے، جب کہ سات تولہ سونے کا مالک شرعی ضابطہ سے صاحب نصاب نہیں کہلاتا، اور ساڑھے باون تولہ چاندی (جو مالیت میں ایک تولہ سونے کے برابر بھی نہیں) کا مالک صاحب نصاب کہلاتا ہے، سونا اور چاندی کی مالیت میں اس قدر تفاوت کے باوجود غنا کا معیار پہلے کی طرح اب بھی دونوں کو بدستور برقرار رکھا جائے یا معیار نصاب صرف سونے کو قرار دیا جائے؟ اور اسی نصاب کو غنا کا معیار قرار دیا جائے؟ یہ غور طلب مسئلہ ہے:

(الف) مثلاً جو لوگ اتنی نقد رقم یا مال تجارت رکھتے ہوں جو چاندی کے حساب سے کئی نصاب کے برابر بنتی ہو، لیکن سونے کے ایک نصاب کے برابر بھی نہ ہو، اب ان پر چاندی کے نصاب کا اعتبار کرکے وجوب زکوٰۃ کا حکم لگایا جائے، یا سونے کے نصاب کا اعتبار کرکے زکوٰۃ واجب نہ قرار دی جائے؟

(ب) اسی طرح غریب گھرانے میں اکثر ایسی خواتین ہوتی ہیں جن کے پاس سونے چاندی کے معمولی معمولی زیورات استعمال کے لئے ہوتے ہیں، جو تنہا تنہا نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچتے لیکن دونوں کی قیمت نکالنے سے چاندی کا نصاب بآسانی پورا ہو جاتا ہے، اب ان خواتین پر چاندی کے نصاب کی قیمت پوری ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہوگی یا سونے کا نصاب پورا نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ ساقط ہوگی، بلکہ وہ خود مستحق زکوٰۃ ہوں گی؟

خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے نصاب میں مالیت کے اعتبار سے عظیم تفاوت کے سبب زکوٰۃ کے باب میں اس طرح کی مشکلات پیش آرہی ہیں، اس پس منظر میں مندرجہ ذیل سوالات پیش خدمت ہیں، کتاب وسنت کے نصوص اور بدلتے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت کریں:

**سوالات**

۱۔ سونے چاندی پر زکوٰۃ کے وجوب کے لئے دونوں کی الگ الگ مقدار منصوص ہے، ان دونوں نصابوں میں اصل کون ہے؟ سونے کا نصاب، یا چاندی کا نصاب؟ یا دونوں؟ مرورِ زمانہ سے دونوں نصابوں کی مالیت میں مساوات ختم ہو جانے کی وجہ سے کیا اب سونے کی مالیت کو اصل قرار دے کر چاندی کے نصاب کو اس کے تابع قرار دیا جا سکتا ہے؟ یعنی جب تک چاندی، سونے کے نصاب کی قیمت کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک زکوٰۃ، قربانی اور صدقۂ فطر واجب نہ ہو۔

اگر جواب اثبات میں ہو تو سونے کے نصاب کو اصل قرار دینے کی شرعی بنیاد کیا ہوگی؟

۲۔نقد رقومات اور اموال تجارت میں سونا یا چاندی کو معیار بنانا نص سے ثابت نہیں ہے،اس لئے اگر غنا کے تحقق اور چاندی کے علاوہ اموال تجارت ونقود میں وجوبِ زکوٰۃ کے لئے معیار سونے کو قرار دیا جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

۳۔کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے اور وجوب قربانی کے لئے سونے کے نصاب کا لحاظ کیا جائے،تا کہ کم حیثیت لوگ تنگی میں نہ پڑیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

۴۔سونا چاندی دونوں نصاب نامکمل رہنے کی صورت میں دونوں کی مجموعی مالیت پر چاندی کے نصاب سے زکوٰۃ وغیرہ کا حکم لگے گا یا سونے کے نصاب سے؟

۵۔ چاندی اور سونا دونوں نصاب سے کم ہوں، ایسی صورت میں کیا ان دونوں پر زکوۃ لازم نہیں ہوگی، یا دونوں کی مجموعی قیمت کا لحاظ کرتے ہوئے زکوۃ کے لازم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا؟

۶۔سونا اور چاندی دونوں میں سے ہر ایک کا نصاب ناقص ہے اور دونوں کو ضم کرکے زکوۃ کے لازم ہونے یا لازم نہ ہونے کا فیصلہ کرنا ہے تو ان دونوں میں ضم اجزاء کے اعتبار سے ہوگا مثلاً ایک کا نصف نصاب ہے اور دوسرے کا بھی نصف نصاب ہے،تو کامل نصاب مان کر زکوۃ لازم ہوگی یا قیمت کے لحاظ سے ضم ہوگا؟ یعنی جب دونوں کی مجموعی قیمت چاندی کے کم سے کم نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ لازم ہوگی؟اس مسئلہ میں راجح قول کیا ہے؟اور موجودہ حالات میں کس قول کو اختیار کیا جائے؟

۷۔کسی کے پاس سونا یا چاندی کا نصاب ہو یا ان میں سے کسی ایک کا نصاب ہو یا نصاب سے کم سونا اور چاندی ہو،لیکن اس کے پاس سامان تجارت اور نقد روپے بھی ہوں تو کیا سامان تجارت اور نقد روپے کو سونا یا چاندی کے ساتھ ضم کرکے اس پر بھی زکوۃ لازم ہوگی یا ان چیزوں کو ضم نہیں کیا جائے گا؟

۸۔کسی کے پاس سونا کا نصاب نہیں ہے لیکن چاندی کا نصاب موجود ہے،اور وہ شخص غریب اور تنگ دست ہے، اپنی ضروریات بمشکل پوری کر پاتا ہے، کیا اس شخص کو زکوۃ دی جاسکتی ہے؟اور کیا وہ شخص زکوۃ لے سکتا ہے؟

۹۔کسی کے پاس سونا یا چاندی نصاب کے بقدر نہیں ہے لیکن اس کے پاس حوائج اصلیہ سے زائد گھریلو سامان اس قدر ہے کہ اس کی مالیت چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتی ہے،تو کیا ایسے شخص کے لئے زکوۃ لینا درست ہوگا؟

## موضوع:

## مساجد میں خواتین کی آمد کا شرعی حکم

آج کل خواتین کے مسجد میں نماز پڑھنے کا مسئلہ سوشل میڈیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے، اس سلسلہ میں ایک رائے اور موقف ان حضرات کا ہے جو مسجدوں میں نماز کے لئے خواتین کی آمد کو باعث ''فتنہ'' سمجھتے ہیں، اور عورتوں کے لئے مسجد آنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، جبکہ ایک طبقہ اس مسئلہ میں نرم گوشہ رکھتا ہے، اور نماز کے لئے عورتوں کو مسجد آنے پر اصرار کرتا ہے، اس طبقہ کا خیال ہے کہ جب اسکول، کالج، بازار، شوپنگ سنٹرس ، اور شادی وغیرہ کی تقریبات نیز دیگر پروگرام میں خواتین کا جانا اور شریک ہونا باعث فتنہ نہیں تو صرف مسجد میں آنا ہی کیوں موجب فتنہ ہے؟

پھر یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بعض دیندار اور صوم وصلاۃ کی پابند عورتیں جب اپنی ضرورت سے گھر سے باہر ہوتی ہیں تو مسجد میں نظم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔

اس پس منظر میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے طے کیا کہ آئندہ سمینار کے لئے اس موضوع کو زیر بحث لایا جائے تا کہ دلائل، آراء اور موجودہ حالات کی روشنی میں تنقیح کے بعد کسی حل تک رسائی ہو سکے۔

موضوع کی اس مختصر سی وضاحت کے بعد آپ کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات ہیں؛ امید کہ ان کا جواب علمی و تحقیقی انداز میں تحریر فرما کر ہمارا علمی تعاون فرمائیں گے:

محور اول: تمہیدی سوالات

۱۔ اسلامی نظام حیات میں مساجد کا کیا مقام اور کردار ہے؟ اور مسجدوں کی تعمیر کے کیا کیا مقاصد ہیں؟

۲۔ احادیث سے نماز کی خاطر خواتین کے مسجد میں آنے کے سلسلہ میں کیا ثابت ہوتا ہے؟

محور دوم:

۱۔ عہد نبوی میں خواتین کی مسجد میں آمد کے بارے میں اقوال صحابہ کیا ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا موقف کیا رہا ہے؟

۲۔ خواتین کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۳۔ خواتین کی مسجدوں میں نماز کے لئے آمد کے بارے میں علماء کی آراء، ائمہ اربعہ کا موقف ومسلک کیا ہے؟

۴۔ موجودہ دور میں کون سا موقف بہتر اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے؟

۵۔ عورتوں کو مسجد میں آنے سے ممانعت کا سبب صرف فتنہ کا اندیشہ ہے یا اس کے دیگر اسباب بھی ہیں؟

محور سوم:

(۱) دعوتی مقاصد کے لئے خواتین کے مسجد میں آنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) کیا مساجد میں کوئی گوشہ خواتین کے لئے مختص کیا جا سکتا ہے؟

(۳) کیا ایسی مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں جن میں عورتوں کے لئے مخصوص حصہ ہو۔